وجیہ احمد صدیقی

تاجکستان کی سیاسی جماعتیں

[سوویت یونین کے گورباچوف دور میں جب اشتراکی آمریت اور مرکزیت زدہ معیشت کی اصلاح کی تحریک چل رہی تھی تو وسطی ایشیا کے کمیونسٹ رہنماؤں نے بحیثیت مجموعی اس جانب کوئی قدم نہ اٹھایا اور جب سوویت اتحاد اپنے تضادات اور گورباچوف اصلاحات کے نتیجے میں دھڑام سے گر گیا تو وسطی ایشیا کے رہنماؤں نے بے دلی سے کمیونزم کا لیبل اتار کر "قومیت" کا چولا زیب تن کر لیا۔ بظاہر انتخابات بھی کرائے مگر اپنے طرزِ حکومت میں وہی پہلے سی آمریت قائم رکھی۔ جمہوری آراء اور عوامی امنگوں کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں ایک کشمکش نے جنم لیا ہے جو سبھی مسلم ریاستوں میں کہیں زیادہ اور کہیں کم، جاری ہے۔

اس کشمکش کی سب سے نمایاں مثال تاجکستان ہے۔ جو مئی ۱۹۹۲ء سے مسلسل پُر تشدد اظہارِ اختلاف کا مرکز بنا ہوا ہے۔ تاجکستان کے عوام کیا سوچتے ہیں اور سیاسی طور پر کیسے منظم ہیں۔ اس کا اظہار اُن سیاسی جماعتوں سے ہوتا ہے جو دسمبر ۱۹۹۱ء کے بعد سے تاجکستان میں کام کر رہی ہیں۔

ذیل میں تاجکستان کی سیاسی جماعتوں کے بارے میں دوشنبے کے ایک مجلّہ Tajikistan Today سے ماخوذ بنیادی معلومات دی جا رہی ہیں۔ مذکورہ مجلّے کے عملے نے تمام جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں سے اُن کی جماعتوں کے اغراض و مقاصد، مالیاتی وسائل، ارکان کی تعداد، ملک کے دستوری مسائل اور خارجہ تعلقات کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا تھا۔ مختلف جماعتیں کس طرح اپنے آپ کو پیش کرتی ہیں، اِن معلومات سے اِس بات کا اندازہ ہوتا ہے۔ مدیر]

حزبِ نہضتِ اسلامی

یہ جماعت گزشتہ پندرہ سال سے زیرزمین کام کر رہی تھی۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو سرکاری طور پر اسے تسلیم کیا گیا۔ پہلے یہ جماعت سوویت یونین کی سطح پر قائم "حزبِ نہضتِ اسلامی" کا ایک حصہ تھی

مگر سوویت یونین کے خاتمے پر اس نے ایک آزاد جماعت کے طور پر کام کرنا شروع کیا۔ حزبِ نہضتِ اسلامی کی قیادت جناب محمد شریف ہمت زادہ کے ہاتھ میں ہے۔

حزبِ نہضتِ اسلامی کے ارکان کی تعداد کتنی ہے؟ تیقّن کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے، البتہ ارکان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ حزبِ نہضتِ اسلامی مقامی زبان "تاجک" میں ایک ماہنامہ "نجات" شائع کرتی ہے۔ اگست ۱۹۹۲ء تک اس کے چار شمارے شائع ہو چکے تھے۔ باقاعدگی سے "نجات" کے شائع نہ ہوسکنے کا ایک سبب بازار میں کاغذ کی عدم دستیابی ہے، دوسرا سبب پریس مالکان کی جانب سے مخالفت ہے۔

جماعت کی آمدنی کے ذرائع ارکان کی فیس رکنیت اور ہمدردوں کے عطیات ہیں۔ اس کے اغراض و مقاصد میں مالیات کی فراہمی کے سلسلے میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جماعت اپنا سرمایہ تجارتی کاموں میں لگائے گی اور اس سے حاصل ہونے والا نصف منافع جماعت کے کاموں میں خرچ ہوگا۔

حزبِ نہضتِ اسلامی کے نزدیک اسلام جملہ مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ لوگوں کو اس سلسلے میں آگاہ کرنا ضروری ہے۔ حزب ایک سیاسی و سماجی تنظیم ہے جو اسلامی اصولوں پر منظم کی گئی ہے۔ لاالٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ پر اس کا ایمان ہے اور اس پیغام کو آگے بڑھانے کے لیے حزب جمہوری اور پارلیمانی ذرائع پر یقین رکھتی ہے۔ حزب کے رہنماؤں کے خیال میں آئینی ذرائع کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ اسلامی نہیں ہوسکتا۔ عوام پر دباؤ نہیں ڈالا جانا چاہیے کہ وہ کوئی خاص تصورِ حیات مان لیں بلکہ ان کے ذہن و فکر کو اپیل کی جانی چاہیے۔

حزبِ نہضتِ اسلامی کے نزدیک جمہوریہ تاجکستان کے عوام اسلامی حکومت قبول کرنے کے لیے تیار ہیں اور اسلامی حکومت اللہ کے احکام کی اطاعت کا نام ہے۔ اسلامی حکومت میں ایک پارلیمنٹ ہوگی کیونکہ باہمی مشاورت پر اسلام زور دیتا ہے۔ مستقبل کے رہنماؤں کو چنتے ہوئے لوگ ان کے تصوّر حیات، علم اور اسلام کے بارے میں ان کی معلومات کو پیش نظر رکھیں گے۔

حزبِ نہضتِ اسلامی نے شائع شدہ پروگرام میں اپنے سیاسی، سماجی، ثقافتی اور نظریاتی مقاصد کی وضاحت یوں کی

— تاجکستان کے عوام کا روحانی احیاء
— آزاد معاشی اور سیاسی نظام کا قیام
— اسلامی اصولوں کے نفاذ کے لیے تاجکستان کے عوام کی کامل سیاسی اور قانونی بیداری
— جمہوریہ تاجکستان کی مختلف قومیتوں کے درمیان اسلام کی تبلیغ و اشاعت

معاشی پروگرام کے حوالے سے حزبِ نہضتِ اسلامی مختصر مدت کے اندر اندر تاجکستان کو خام مال کے برآمد کنندہ کی بجائے تیار مال فروخت والا ملک بنا دینا چاہتی ہے جس کی مصنوعات عالمی

منڈیوں میں بک سکیں۔ حزب شرعی اصولوں کے مدِ نظر اجارہ داری اور منافع کے کنٹرول کی مذمت کرتی ہے۔ موجودہ معیشت میں اصلاحات کی شدید ضرورت محسوس کرتی ہے تاکہ تاجکستان بتدریج آزاد معیشت کی جانب بڑھ سکے۔ بالخصوص حزب اس بات پر زور دیتی ہے کہ مقامی ماہرین کی تربیت کے انتظامات جمہوریہ کے اندر کیے جائیں۔

بنیادی کام عوام میں بیداری پیدا کرنا ہے تاکہ وہ خود دنیا کا جائزہ لے سکیں اور مختلف حکومتوں کا باہم تقابل کر سکیں، وہ خود ہی اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ اسلامی معیشت ہی بہترین ہے۔

خارجہ تعلقات کے حوالے سے حزب نہضت اسلامی تمام ممالک اور بالخصوص مسلم ممالک سے روابط چاہتی ہے۔ حزب کے رہنما تاجکستان کو کاملاً آزاد دیکھنا چاہتے ہیں، وہ "مشرقی جمہوریت" چاہتے ہیں جو اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل پاتی ہے۔ علاقائیت کے مسئلے کا حل حزب نہضت اسلامی کے نزدیک یہ ہے کہ تاجکستان اسلام کی جانب رجوع کرے۔ اسلامی حکومت کے علاوہ کوئی حکومت متنوع قومیتوں کو نہیں جوڑ سکتی۔ دینی نقطۂ نظر سے ہم سب بھائی بھائی ہیں اس لیے علاقائی مخالفت کا کوئی سوال ہی نہیں۔ ہمارے باپ دادا سینکڑوں سال امن وامان اور صلح وآشتی کے ساتھ رہے، لیکن کمیونسٹ دورِ اقتدار میں تاتار، ازبک اور تاجک قومیتوں کو ہوا دی گئی۔ انہوں نے اس بناء پر سیاست کو الگ الگ کر دیا۔ ہمیں بس قرآن اور اسلام کی جانب آنا ہے۔

کمیونسٹ پارٹی

ستمبر ۱۹۹۱ء میں کمیونسٹ پارٹی آف تاجکستان پر سپریم سوویت یونین نے پابندی لگا دی تھی لیکن تین ماہ بعد دسمبر ۱۹۹۱ء میں صدر نے پارٹی بحال کر دی۔ جنوری ۱۹۹۲ء میں پارٹی کی بائیسویں کانگرس منعقد ہوئی جس کے بعد اسے دوبارہ رجسٹر کرایا گیا۔ شادی شاہ عبداللہ پارٹی کے فرسٹ سیکرٹری ہیں۔

۲۲ جنوری ۱۹۹۲ء کو کمیونسٹ پارٹی کے ایک لاکھ پچیس ہزار ارکان تھے، جب پارٹی رجسٹر کرائی گئی تو تعداد کم ہو کر ستر ہزار رہ گئی ہے۔ کمیونسٹ پارٹی آف تاجکستان کے ارکان میں ایک چوتھائی ازبک ہیں۔ پارٹی کے تین اخبار ہیں۔ "نوائے رنج بار" تاجک زبان میں شائع ہوتا ہے۔ Golos Tajikistana روسی اور "تاجکستان آوازی" ازبک میں چھپتا ہے۔

کمیونسٹ پارٹی کی مالیات ارکان کی فیس رکنیت، صنعتی و تجارتی جائداد کے منافع اور عطیات سے جمع ہوتی ہیں۔ گزشتہ سال (۱۹۹۲ء) کے وسط میں پارٹی کی جنرل میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ چار کاریں اور ایک عمارت دوشنبے کی میونسپلٹی کو دے دی جائے، نیز خجند، خروگ اور بدخشاں میں پارٹی انتظامیہ

کی عمارتیں مقامی جامعات کے حوالے کر دی جائیں۔

پارٹی کی ۲۲ویں کانگرس میں جن اغراض و مقاصد کی توثیق کی گئی، ان میں یہ شامل ہیں۔

—— ایسے شہری معاشرے کی تشکیل جو تاجکستان کی آزادی کے تحفظ کا ضامن ہو۔

—— جمہوریت اور سماجی انصاف کے اصولوں پر عمل ہو۔

—— دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم ہوں۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے آئینی طریقے اختیار کیے جائیں گے اور ہر شعبۂ زندگی میں جمہوری اصلاحات ضروری ہیں۔ پارٹی چاہتی ہے کہ جمہوریہ تاجکستان میں دو ایوانی پارلیمنٹ ہو جس کے ارکان ۱۳۰ تا ۱۴۰ ہوں۔ پارلیمنٹ کا ایک ایوان "ایوانِ جمہوریہ" (House of Republic) اور دوسرا "ایوانِ قومیت" (House of Nationality) ہو۔ "ایوانِ جمہوریہ" میں ملک کے تمام علاقوں اور صوبوں کو نمائندگی حاصل ہو اور ایوانِ قومیت میں تمام قومیتوں کو برابر نمائندگی دی جائے۔

کمیونسٹ پارٹی آف تاجکستان اقتصادی میدان میں آزاد اور منصوبہ بند معیشت کا امتزاج چاہتی ہے۔ پارٹی تمام تجارتی سرگرمیوں، جوائنٹ اسٹاک اسٹرکچر اور نج کاری کی تائید کرتی ہے بشرطیکہ یہ اجتماعی نج کاری ہو۔ پارٹی کے رہنما کہتے ہیں کہ تمام اقسام کی جائیداد —— ریاستی، عوامی اور ذاتی —— رکھنے کے حق میں ہیں۔

خارجہ تعلقات میں کمیونسٹ پارٹی ہر ملک کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے کی خواہاں ہے۔ "ہم سوئٹزر لینڈ، ہالینڈ، چین، سنگاپور اور کوریا کے اقتصادی تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ ہم ایران کے ساتھ بھی اچھے تعلقات کے خواہش مند ہیں مگر ہمیں ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے۔ روس کے ساتھ ہمارے خوشگوار تعلقات رہنے چاہییں۔ یہ مستقبل میں ہمارا بہترین دوست ہوگا۔"

جہاں تک علاقائی مسائل کا تعلق ہے، اس کا حل پارلیمنٹ کا انتخاب ہے۔ اگر پارلیمنٹ میں تمام علاقوں کو مساوی حیثیت سے نمائندگی حاصل ہو تو علاقائیت کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوگا۔ "علاقائیت" کا مسئلہ جمہوری طور پر حل ہو سکتا ہے۔

آریانائے بزرگ

"آریانائے بزرگ" جو اصلاً کوروش کبیر کے نام سے معروف ہے، ایک قومی تنظیم ہے۔ اس کے بانی جناب اردمہ ہیں اور ایک صحافی مرزا شکورزادہ اس کے انڈر سیکرٹری ہیں۔ ستمبر ۱۹۹۱ء میں اسے رجسٹر کرایا گیا۔ تنظیم کے بانی "آریانائے بزرگ" کو پارٹی کہنے سے اعراض برتتے ہیں۔ ان کے خیال

میں لوگ ماضی کے اس "پارٹی سسٹم" سے اکتائے ہوئے ہیں۔ "آریانائے بزرگ" مالیات کی فراہمی کے لیے کوشاں ہے اس لیے اس کا کوئی ہیڈکوارٹر وغیرہ نہیں ہے۔

"آریانائے بزرگ" اپنے ارکان کو رکنیت کارڈ جاری نہیں کرتی۔ اس لیے ارکان کی متعین تعداد بتانا مشکل ہے تاہم مرزا شکورزادہ کے بیان کے مطابق ۳۵۰۰ اور ۴۰۰۰ کے درمیان ارکان کی تعداد ہے۔ دوشنبے سے باہر خجند، مخ میر اور ایک دو دوسرے شہروں میں دفاتر قائم کیے گئے ہیں۔ "ہم ایران اور افغانستان میں بھی اپنے دفاتر کھولیں گے۔ رنگ و نسل کی تفریق کے بغیر دوسری قومیتوں کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہیں۔"

تنظیم کا فارسی ماہنامہ "مہر" جون ۱۹۹۲ء میں دو ہزار کی تعداد میں شائع ہوا تھا جو مرزا شکورزادہ نے زیادہ تر ایران میں تقسیم کیا۔ اس کے ۲۰ فیصد مضامین روسی رسم الخط میں اور باقی فارسی رسم الخط میں چھپے تھے۔

"آریانائے بزرگ" کی آمدنی کا ذریعہ وہ برائے نام فیس رکنیت ہے جو ارکان ادا کرتے ہیں۔ "تحریک کے رہنما نے بتایا کہ اسلامی جمہوریہ ایران کی وزارت فرہنگ و ارشاد نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس تنظیم کی امداد کرے گی۔ اسی طرح تاجک صنعت کار، وزارت اور کھاتے پیتے لوگ مدد کریں گے۔"

اس تنظیم کا خواب ہے کہ ایران، افغانستان اور تاجکستان میں منتشر فارسی بولنے والے لوگ یکجا ہوں۔ مرزا شکورزادہ کے الفاظ میں وہ کوئی ایمپائر یا قوم پرستانہ حکومت بنانا نہیں چاہتے بلکہ پرانے دور کا عظیم ایران پھر ابھرتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ تنظیم کا دوسرا مقصد فارسی اور تاجک زبان کو فروغ دینا ہے۔ تاجک کی اصل حیثیت پر کوئی آنچ نہ آنی چاہیے۔ اس میں ترکی اور روسی الفاظ شامل کر کے اسے کمزور کیا جا رہا ہے۔ تیسرا مقصد اسلامی ثقافت کو فروغ دینا ہے۔ تنظیم اپنے مقاصد صرف جمہوری ذرائع سے حاصل کر سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایرانی دنیا کے ساتھ مستحکم تعلقات، زیادہ سے زیادہ اخبارات و جرائد اور لٹریچر کی اشاعت و تقسیم سے لوگوں کو بیدار کیا جا سکتا ہے۔ عظیم ایران کی تخلیق کا خواب عوام کی مرضی اور جمہوری طریق کار کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ ایران، افغانستان اور تاجکستان کے اتحاد سے عظیم ایران کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا۔

"ان ملکوں کے ساتھ ہمارے تعلقات ہونے چاہییں جو ہماری خیر خواہی چاہتے ہیں۔ ایران اور افغانستان سے مستحکم روابط ہونے چاہییں۔ کیونکہ چھوٹے ملک ہمیشہ اپنے بڑے برادر ملکوں کی طرف دیکھتے ہیں، جو ان کے ساتھ زبان و ثقافت اور مذہب کا اشتراک رکھتے ہیں۔ اگر امریکہ کے فوجی مقاصد نہ ہوں، وہ سازشیں نہ کرے اور فی الواقع انسانی حقوق کا تحفظ کرے تو تاجکستان کے لیے ممکن ہے کہ اس ملک کے ساتھ تعلقات رکھے جائیں۔ ایران و افغانستان کے بعد پاکستان اور بھارت وہ ملک ہیں جو سب سے زیادہ ہمارے قریب ہیں۔"

"اسلام ہماری ثقافت کا لازمی جزو ہے۔ عظیم ایران اسلام کے بغیر تخلیق نہیں ہو سکتا۔ "آریانائے بزرگ" کے صرف دو مقاصد ہیں۔ اولاً عظیم ایران اور ثانیاً اسلام۔ جہاں تک "علاقائیت" کے جذبات کا تعلق ہے "آریانائے بزرگ" کا قیام علاقائیت کے منہ پر طمانچہ ہے۔ ہم تمام ایران نژادوں کو یکجا کرنا چاہتے ہیں۔ علاقائیت کمیونزم کی تلچھٹ ہے اور حالیہ واقعات کے سبب اس میں شدّت آ گئی ہے۔ ابلاغِ عامہ اور تبادلۂ خیال کے گروپوں کی تشکیل کے ذریعے علاقائیت کے رجحانات کو ختم کیا اور تاجکوں کو باہم قریب لایا جاسکتا ہے۔"

رُستاخیز (نیشنل فرنٹ)

رُستاخیز نیشنل فرنٹ کے نام سے معروف ہے۔ یہ تنظیم ۱۹۸۹ء میں معاشیات کے ماہر اور علمی پس منظر رکھنے والے طاہر عبدالجبار نے قائم کی تھی۔ ۴۶ سالہ طاہر عبدالجبار کے چہرے پر مختصر سی ڈاڑھی ہے اور ایرانی لہجے میں فارسی بولتے ہیں۔ اس کا سبب وہ یہ بتاتے ہیں کہ وہ طویل عرصہ تاجکستان سے باہر بالخصوص افغانستان میں مقیم رہے ہیں۔ رُستاخیز کو وجود میں آئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ فروری ۱۹۹۱ء میں ہونے والے دوشنبے کے فسادات کی ذمہ داری حکمرانوں نے رُستاخیز پر ڈال دی۔ ان الزامات کے سبب روسی آبادی رُستاخیز میں شامل نہ ہوئی مگر جب الزامات غلط ثابت ہوئے تو روسی بھی ڈیڑھ سال بعد اس کے رکن بننے لگے۔

رُستاخیز اپنے بانی کے بقول پارٹی نہیں بلکہ تحریک ہے جو حکومت کے ہاں باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ اس کے ارکان اور ہمدرد دوسری جماعتوں سے بھی وابستہ ہیں۔ ارکان کی کل تعداد کتنی ہے، ابھی واضح نہیں تاہم رُستاخیز کی کئی مقامی شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں بیس سے لے کر ایک ہزار تک ارکان ہیں۔ عوام کی ایک بڑی تعداد کی حمایت پارٹی کو حاصل ہے اگرچہ وہ باقاعدہ رکن نہیں۔ روسی آبادی میں بھی پارٹی کا اثر ورسوخ ہے تاہم روس نژاد ارکان کی تعداد بہت زیادہ نہیں۔

طاہر عبدالجبار کے خیال میں رُستاخیز کے مقاصد نے سب کو متاثر کیا ہے۔ اگر میز پر روٹی نہ ہو یا ماحول انسانی زندگی کے لیے خوشگوار نہ ہو تو سبھی متاثر ہوتے ہیں۔ روسی، ازبک اور تاجک سبھی کے لیے روٹی اور خوشگوار ماحول ضروری ہے۔

تحریک کا ترجمان ہفت روزہ "رُستاخیز" ہے جو باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے مگر تقسیم کا نظام درست نہ ہونے کے باعث بروقت قارئین کو مل نہیں سکتا۔ تحریک کی آمدنی کا واحد ذریعہ رکنیت فیس ہے۔

رُستاخیز جب وجود میں آئی تو اس کا بنیادی مطالبہ آزادی کا حصول تھا۔ اس کا دوسرا مطالبہ تاجک

زبان کے لیے فارسی رسم الخط کا اجراء تھا جو رفتہ رفتہ بحال ہو رہا ہے۔ اب رُستاخیز جمہوریت کے لیے کوشاں ہے اور مطلق العنانی کی باقیات کو ختم دیکھنا چاہتی ہے تاکہ ہر شخص کو آزادی میسّر آئے اور معاشرہ سماجی، ثقافتی اور اقتصادی طور پر ترقی کرے۔

رُستاخیز اپنے مقاصد کے حصول کے لیے سیاسی اور قانونی ذرائع کے استعمال پر یقین رکھتی ہے۔ اس نے تشدّد کی ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ مئی ۱۹۹۲ء کے مظاہروں میں رُستاخیز کی کوشش رہی کہ مسائل گفت و شنید سے حل کیے جائیں۔ رُستاخیز تاجکستان میں پارلیمانی جمہوریت چاہتی ہے۔ صدارتی نظام سے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ تاجکستان میں جمہوری روایات زیادہ مستحکم نہیں ہیں۔ وسطی ایشیا میں عمومی صورت حال آمریت کے حق میں ہے، یہ مختلف نقاب پہن کر سامنے آتی ہے، اِس کے لیے کہیں کمیونسٹ، کہیں جمہوری اور کہیں اسلامی حکومت کا نام استعمال کیا جاتا ہے۔

تاجکستان کے اقتصادی مسائل درحقیقت سیاسی نظام سے وابستہ ہیں۔ سیاسی نظام کی اصلاح ہو گی، آمریت کی جگہ جمہوریت لے گی، عوام کے حقیقی نمائندے ان کی خدمت کریں گے تو معاشی اصلاحات بھی مفید ہوں گی۔ بصورت دیگر زرعی اور صنعتی اصلاحات بے معنی ہوں گی۔ اگر اقتصادی اصلاحات پیش کر دی جائیں اور سیاسی نظام جوں کا توں رہے تو ان کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

رُستاخیز حقیقتاً کسی اقتصادی منصوبے کی جگہ ایک اقتصادی نظریہ رکھتی ہے۔ یہ نظریہ کتنے عرصے میں لاگو ہو گا، تاجکستان جن حالات سے گزر رہا ہے ان میں وقت طے نہیں کیا جا سکتا۔ رُستاخیز نجی ملکیت کی قائل ہے۔ کسانوں کو زمین ملنی چاہیے، اسی طرح صنعتی کارخانوں میں کام کرنے والوں کا حصہ ہونا چاہیے تاہم یہ اصلاحات سیاسی تبدیلی چاہتی ہیں اور یہ اصلاحات منتخب پارلیمنٹ کے ذریعے ہی ممکن ہیں۔

رُستاخیز پوری دنیا اور بالخصوص پڑوسی ممالک، ایران، افغانستان اور پاکستان سے اچھے تعلقات چاہتی ہے۔ ایران اور تاجکستان کے درمیان بہت سی قدریں مشترک ہیں اس لیے ایران کے ساتھ خصوصی روابط ہونے چاہییں۔ تاجکستان کو ان ملکوں کے ساتھ اقتصادی روابط میں منسلک ہونا چاہیے جن کے روابط سے تاجکستان کی معیشت کو فائدہ ہو سکتا ہے۔

تاجکستان کے سیاسی نظام میں اسلام کے احکام کے حوالے سے رُستاخیز کا نقطۂ نظر ہے کہ اسلام تاجک ثقافت کا حصہ ہے لیکن نظامِ حکومت اور قانونی ادارے لوگوں کی زندگی میں بطور آئیڈیالوجی دخل انداز نہ ہوں گے۔ حکومت لوگوں کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ دار ہے، وہ انہیں مذہبی معاملات میں کیا کرنے اور کیا نہ کرنے کی ہدایات نہیں دے سکتی۔

ڈیموکریٹک پارٹی آف تاجکستان

۱۰ اگست ۱۹۹۰ء کو شادمان یوسف نے تاجکستان کی ڈیموکریٹک پارٹی کی بنیاد رکھی۔ جناب شادمان یوسف فلسفہ کے استاد ہیں۔ پارٹی کے دروازے کمیونسٹوں کے علاوہ سب کے لیے کھلے ہوئے تھے۔ سبھی قومیتوں —— تاجک، ازبک، یہودی اور روسی —— اس کی رکنیت اختیار کر سکتے ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں ڈیموکریٹک پارٹی کی مقبولیت کو روس نژاد آبادی میں اس وقت دھچکا لگا جب شادمان یوسف نے ٹیلی وژن پر یہ بیان دیا کہ "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" کی افواج نے اگر تاجکستان کے معاملات میں مداخلت کی تو روسیوں کا یہاں رہنا ممکن نہیں رہے گا۔ ڈیموکریٹک پارٹی سیکولر اور منظم جماعت ہے جس کی شاخیں ملک کے طول و عرض میں موجود ہیں۔

جون ۱۹۹۲ء میں ڈیموکریٹک پارٹی کے ارکان کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ بعد میں کلیاب اور کرگان تیوبے میں اس کے ارکان کی تعداد کم ہو گئی ہے۔ پارٹی چھوڑنے والوں میں زیادہ تر بے گھر اور پناہ گزین شامل تھے۔ ان علاقوں میں پارٹی مشکلات کا شکار ہے۔

ڈیموکریٹک پارٹی ایک ہفت روزہ "عدالت" شائع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ خجند، کرگان تیوبے اور کوئیبس (اب خرم شہر) سے پارٹی کے مقامی اخبارات چھپتے ہیں۔ پارٹی اپنی مالی ضروریات ارکان کی فیس رکنیت، عطیات اور رفاہی اداروں کے تعاون سے پوری کرتی ہے۔

ڈیموکریٹک پارٹی کا سب سے بڑا مقصد قانون پر مبنی معاشرے کا قیام ہے جس میں لوگوں کے حقوق بلا امتیاز مذہب و ثقافت یکساں طور پر محفوظ ہوں۔ پارٹی مکمل اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی آزادی چاہتی ہے۔ یہ واضح اقتصادی منصوبہ رکھتی ہے لیکن پارٹی قیادت خیال کرتی ہے کہ کمیونسٹوں کی موجودگی میں اس کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تمام ممالک سے تعلقات قائم ہونے چاہییں اور ہر ایک سے تعاون حاصل کیا جانا چاہیے۔ تاجکستان ہمیشہ سے خام مال کا برآمد کنندہ رہا ہے اور بڑی طاقتیں تاجکستان کو اسی صورت میں دیکھنا چاہتی ہیں تاکہ ان کی اپنی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ "ان کی خواہش ہے کہ خانہ جنگی کے ذریعے ہم اپنا خون بہاتے رہیں" مگر پارٹی قائد کے الفاظ میں "ہم کسی دوسری طاقت کو تاجکستان کے وسائل سے پیٹ بھرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

تاجکستان آزادی کی راہ پر گامزن ہے۔ پارٹی کی سوچ ہے کہ یہ معاشی ضرورت کے لیے کسی کا غلام نہ بنے۔ سپر طاقتوں اور تاجکستان کے درمیان مساوی سطح پر ایک دوسرے کے لیے احترام ہونا چاہیے۔ ایران - تاجکستان تعلقات آزادانہ اور مستحکم ہیں۔ ایران تمام فارسی بولنے والوں کے لیے مادرِ وطن کی حیثیت رکھتا ہے، چاہے لوگ اسے پسند کریں یا نہ کریں۔ پارٹی کے خیال میں بڑی طاقتوں کی خوشنودی کے لیے ایران سے ہمیں دور نہ بھاگنا چاہیے۔ پارٹی کے لیے یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی

کہ کسی خاص وقت وہاں کون برسراقتدار ہیں۔ یہ ایرانیوں کا اندرونی معاملہ ہے۔ وہاں کے عوام کوئی بھی حکومت پسند کر سکتے ہیں۔ ایران کے ساتھ تاجکستان کے تعلقات استوار رہنے چاہییں۔ پارٹی چاہتی ہے کہ ایران اور تاجکستان کے درمیان ویزے کی پابندی نہ رہے۔ تاجکستان کے لیے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ تاجکستان - ایران تعلقات مضبوط تر ہوں۔

اسلام کا سماج اور ثقافت میں بہت اہم کردار ہے۔ اسلام ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں واضح تعلیم دیتا ہے۔ مسلمان جماعتوں اور تنظیموں کے نمائندے حکومت میں ہونے چاہییں تاکہ وہ مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کر سکیں۔ ڈیموکریٹک پارٹی ہر شخص کی مذہبی آزادی کی حامی ہے۔ کوئی عبادت کرتا ہے یا نہیں، یہ اس کی ذاتی مرضی پر منحصر ہے۔

پارٹی قیادت جمہوریت چاہتی ہے اور جمہوریت کو "مشرقی" اور "مغربی" کے دائروں میں تقسیم نہیں کرتی۔ جمہوریت انسانی تہذیبوں کی تخلیق ہے۔ بالشویک دور میں اسلام کے اثرات تھے اور اسلامی اثرات نے ہمیں غلامی سے نجات دلائی۔ پارٹی قیادت ایرانی معاشرے اور سیاست سے متاثر ہے۔ شادمان یوسف کہتے ہیں کہ "انہوں نے ایک فلسفی کی حیثیت سے سوچا ہے کہ شیطانی طاقتیں، کیوں نہیں چاہتیں کہ تاجکستان آزاد اور خودمختار رہے؟ جو کچھ انہوں نے انقلاب سے پہلے ایران میں کیا، وہی کچھ یہاں کرنا چاہتی ہیں۔ وہ اپنے فریبی منصوبوں کے ذریعے تاجکستان کو ترکی اور امریکہ کے زیر اثر لانا چاہتی ہیں تاکہ ہم ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن جائیں۔"

پارٹی قائد جناب شادمان یوسف نے تاجکستان میں روسی افواج کی تعیناتی پر غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ کیا افغانستان، تاجکستان پر حملہ کرنے والا ہے؟ یقیناً نہیں بلکہ یہ ان کا ہماری حکومت کو کنٹرول کرنے کا طریقہ ہے۔ عالمی سیاست میں تعلقات مساوی سطح پر ہوتے ہیں اگر تاجکستان کوئی مستقبل چاہتا ہے تو اسے اخلاقی ساکھ کے ساتھ اپنے تحفظ کی کوئی ڈھال ڈھونڈنی پڑے گی۔

لعلِ بدخشاں

"لعل بدخشاں" کے نام سے کام کرنے والی سیاسی جماعت پامیر کے عوام کی ترجمان ہے جن کی بڑی تعداد دوشنبے میں کام کرتی ہے۔ بدخشانی یا پامیری تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبے کی تعلیمی، ثقافتی اور سیاسی زندگی میں اہم کردار کے مالک ہیں۔ اکبر شاہ اسکندروف پہلے بدخشاں میں مقامی پارلیمنٹ کے سربراہ تھے۔ پھر ملک کی پارلیمنٹ کے سپیکر بنے اور رحمان نبی یوف کی علیحدگی پر حکومت کے سربراہ تھے۔

"لعل بدخشاں" مئی ۱۹۹۲ء کے مظاہروں میں نمایاں رہی۔ اس کے رہنما اتابک امیر بیگ

بدخشاں میں ادارہ برائے تربیت اساتذہ میں پروفیسر ہیں۔ ان کے دعویٰ کے مطابق "لعل بدخشاں" کے ارکان کی تعداد تیس ہزار ہے۔ پارٹی کے ہمدرد اور حامی اس تعداد میں شامل نہیں ہیں۔ "لعل بدخشاں" میں بلا اختلاف قومیت لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔

"لعل بدخشاں" تاجکستان میں قانونی جمہوری حکومت کا قیام چاہتی ہے، نیز بدخشاں کی خود مختار جمہوریہ کو ہر طرح آزاد دیکھنا چاہتی ہے۔ بدخشاں کی آزادی سے تاجک عوام میں بھی بیداری پیدا ہو گی۔ یہ پارٹی بدخشاں کی آزادی کے ساتھ تاجکستان یا بدخشاں سے باہر مقیم بدخشانی لوگوں سے قریبی ثقافتی روابط کی خواہش مند ہے۔ تاجکستان میں اس کے خیال میں صدارتی نظام نہیں بلکہ پارلیمانی نظام ہونا چاہیے اور پارلیمانی جمہوریت ہی ملک کو اقتصادی اور سیاسی بحران سے نکال سکتی ہے۔

"لعل بدخشاں" بھی تاجکستان کی اکثر سیاسی جماعتوں کی طرح نجی ملکیت کی قائل ہے۔ مزدوروں اور کسانوں کو کارخانوں اور زمینوں میں حصہ دار بنانا چاہتی ہے۔ امن اور خوشحالی اس کا مقصد ہے۔ چین، افغانستان اور ایران کے ساتھ اقتصادی روابط پر زور دیتی ہے۔ جہاں تک اسلام کے کردار کا تعلق ہے۔ پارٹی قیادت کے خیال میں "قاضیات کا مذہبی ادارہ موجود ہے جو مذہبی سرگرمیوں کا ذمہ دار ہے۔ مذہب، سیاست سے بہت بالاتر ہے، اسے سیاست کے ساتھ نہیں ملانا چاہیے۔ آج تاجکستان میں لوگ اسلام کے نام سے ڈرتے ہیں لیکن ایسے ملک میں جہاں گزشتہ ۷۴ سال تک سیکولر طرزِ زندگی رہا ہے، وہاں مستقبل قریب میں اس بات کا کوئی امکان موجود نہیں کہ اسلامی حکومت وجود میں آئے۔"

"لعل بدخشاں" جمہوریت کے لیے کام کر رہی ہے مگر مغربی اندازِ جمہوریت کے بارے میں اس کی رائے ہے کہ اسے مقامی حالات کے مطابق ڈھال لینا چاہیے۔ پارٹی قیادت قومی یک جہتی پر زور دیتی ہے اور "لعل بدخشاں" کے علاقائی مقاصد ہونے کے باوجود اسے کسی مخصوص علاقے تک محدود تصوّر نہیں کرتی۔

دیگر جماعتیں

مذکورہ بالا سیاسی جماعتوں کے ساتھ چند دوسری تنظیمیں بھی ہیں جن کے ایجنڈے میں سیاست شامل ہے۔ ان میں سے ایک "پیپلز کانگرس" ہے جو "کانگرس برائے قومی وحدت" کے نام سے بھی معروف ہے۔ یہ تنظیم پارلیمنٹ کے ایک رکن اور تجارتی کمپنی "خدمت" کے ڈائریکٹر سیف الدین طوروف نے اس مقصد سے قائم کی کہ ملک کی تمام سیاسی اور سماجی تنظیموں کو متحد کیا جائے تاکہ ملک کی وحدت، خانہ جنگی کے خاتمے اور اقتصادی مسائل پر قابو پانے کے لیے مل جل کر جدوجہد کی جاسکے۔

صفار عبداللہ کی تنظیم "محاذ برائے آزادی قومی" تاجکستان کی کامل سیاسی اور معاشی آزادی کی داعی

ہے۔ ایران اور افغانستان سے تجارتی روابط کی تشکیل کے لیے زور دیتی ہے۔

"وادیٔ حصار کی عوامی تنظیم "اصل دین صاحب نذر نے قائم کی ہے۔ خجند (سابق لینن آباد) کے دانشوروں نے ایک تنظیم بنا رکھی ہے جو سیاسی معاملات پر بحث کرتی ہے۔ ایک تنظیم "ناصر خسرو" کے نام سے کام کرتی ہے جس کے رہنما قربان جان ہیں اور یہ تنظیم بدخشاں کی اسماعیلی آبادی کے مذہبی معاملات سے متعلق ہے اور دنیا کی اسماعیلی برادری سے روابط کے لیے کوشاں ہے۔

****